عبدالستار غوری صاحب ـــــ کچھ یادیں

۲۲/ اپریل ۲۰۱۴ء جناب ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری سے معلوم ہوا کہ جناب عبدالستار غوری صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اپنی بات کو وہ سچ کر گئے کہ ''اس سال ہم سب کچھ چھوڑ کر سو جائیں گے۔''

جب پاکستان بنا تو غوری صاحب کا خاندان ہجرت کر کے پاکستان کے شہر جھنگ میں رہایش پذیر ہو گیا۔ ان کی تعلیم ایم اے، بی ایڈ، فاضل اردو، فاضل فارسی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے کورس ''اللسان العربی'' میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پہلی سے بارہویں جماعت تک کا اسلامیات، عربی اور ترجمۂ قرآن کا نصاب بنانے میں بطور ممبر نیشنل کمیٹی برائے نصاب سازی رہے۔ چھٹی سے آٹھویں تک کی اسلامیات اور لغت القرآن کی نصابی کتب لکھنے میں شریک مصنف رہے، اس کے علاوہ نیشنل ریویو کمیٹی کے ممبر، آزاد کشمیر کے لیے ''اسوۂ حسنہ'' کے مضمون کی نصاب سازی اور کتابوں کی تیاری اور سی ٹی کی 'تدریس اردو' کی کتاب میں بھی شریک مصنف رہے۔

جناب عبدالستار غوری صاحب نے اپنی تدریس کا سلسلہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں شملہ اسلامیہ ہائی اسکول راولپنڈی سے شروع کیا۔ پھر مارچ ۱۹۶۶ء میں ممتاز ماڈل ہائی سکول (بنّی) راولپنڈی کے ڈپٹی ہیڈ ماسٹر بن گئے۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء تا اگست ۱۹۸۵ء گورنمنٹ گیلانی ہائی اسکول واہ کینٹ میں ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر فائز رہے۔ اگست ۱۹۸۵ء سے اگست ۱۹۹۴ء تک گورنمنٹ ماڈل ہائی اسکول راولپنڈی میں ماہر مضمون رہے۔ اگست ۱۹۹۴ء تا اگست ۱۹۹۵ء گورنمنٹ ہائی سکول گڑھی افغانان ٹیکسلا میں بطور ہیڈ ماسٹر رہے، اور یہیں سے بطور ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے۔

ریڈیو پاکستان سے ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۵ء قریباً آٹھ سال حدیث نبوی کے موضوع پر ہفتے میں دو تقاریر نشر ہوتی رہیں۔

اس کے علاوہ بعض دیگر موضوعات پر بھی ریڈیو پاکستان سے تقاریر نشر ہوتیں۔ کئی سال تک واہ کینٹ اور ٹیکسلا میں خطبہ وخطاب جمعہ اور اسلام آباد میں درس قرآن دیتے رہے۔

اگست ۱۹۹۶ء میں جناب عبدالستار غوری صاحب نے ''المورد'' میں شمولیت اختیار کی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مجھے غوری صاحب کا قرب اس وقت نصیب ہوا، جب ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے دسمبر ۱۹۹۷ء میں ''المورد'' میں ان کا تقرر ہوا۔ دفتری اوقات کے بعد میں اکثر ان کے پاس چلا جاتا۔ انھوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ آپ میرا وقت ضائع نہ کریں۔

غوری صاحب اوپر کے ایک کمرے میں بیٹھا کرتے تھے، اس وقت مجھے ''المورد'' لائبریری کی کتابوں کی ذمہ داری بھی سونپ دی گئی تھی اس لیے غوری صاحب سے اکثر رابطہ رہتا۔ وہ بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ مجھ سے کہا کرتے تھے کہ پڑھ لے اور ۱۹۹۸ء میں ایک کورس کے لیے اپنی جیب سے داخلہ بھی بھجوایا۔ میں نے داخلہ لے لیا، لیکن گھریلو حالات کی وجہ سے میں کورس مکمل نہ کر سکا۔

۲۰۰۴ء میں غوری صاحب ادارے کے فیلو بن گئے اور میری نشست چونکہ اوپر ہال میں تھی، اس لیے جب غوری صاحب کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی، مجھے آواز دے لیتے اور میں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔

غوری صاحب سال میں ایک یا دو مرتبہ سب دوستوں کو کھانے کی دعوت دیتے تھے۔ احباب کو کھانا کھلا کر غوری صاحب کو ایک دلی سکون اور راحت ملتی۔ یہ کہتے کہ یہ ان احباب کی قسمت کا تھا۔ اس کا صلہ مجھے اللہ پاک آگے جا کر دیں گے۔

۲۰۰۸ء تا ۲۰۱۴ء کا دور غوری صاحب نے میری نشست کے ساتھ لائبریری ہال میں گزارا۔ ہر جمعرات کو وہ ضرور آتے، کیونکہ انھوں نے اپنے ایک دوست درانی صاحب کے گھر درس دینے کے لیے جانا ہوتا تھا۔ سارا دن لائبریری میں اپنے لیپ ٹاپ پر کام کرتے۔ جب تھک جاتے تو قریب ہی لیٹ جاتے۔ مجھے پیار سے ''اشرفی'' یا ''اشرفیاں'' کہتے تھے۔ کبھی کبھی موڈ میں ہوتے تو ''اوئے بدمعاش'' بھی کہہ دیتے تھے۔

باباجی کو باغ بانی کا بہت شوق تھا۔ وہ اکثر عمران سے مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج منگوایا کرتے تھے۔ خیابان امین جہاں جناب عبدالستار غوری صاحب کی رہایش ہے، باباجی نے مختلف قسم کی سبزیاں اگائی ہوئی تھیں۔ ان کے علاوہ جامن، بیر اور آم کے پیڑ بھی لگائے ہوئے تھے، جو اب بھی موجود ہیں۔ ایک مرتبہ سردیوں میں، میں غوری صاحب کے گھر گیا۔ غوری صاحب نے مجھے خود اپنے ہاتھوں سے زمین سے مولی نکال کر دھو کر کھلائی اور مجھ سے کہا: کیوں اشرفیاں، مزے دار ہے کہ نہیں، اگر مزے دار نہیں تو پیسے واپس، میں ہنس پڑا اور کہا کہ سر، بہت مزے دار ہے۔

ایک مرتبہ غوری صاحب سے پوچھا کہ آپ کی زندگی کا سب سے زیادہ خوش کن موقع یا لمحہ کون سا تھا؟ غوری صاحب نے کہا کہ ایک دفعہ پورے پاکستان کے لیول پر عربی کورس کا ایک امتحان ہوا۔ میں نے سوچا کہ چلو دے کر دیکھ لیتے ہیں۔ غوری صاحب کہتے ہیں کہ جب نتیجہ آیا تو میں حیران رہ گیا کہ پورے پاکستان میں، میں اس کورس میں اول آیا۔ مجھے گولڈ میڈل دینے کے بارے میں فیصلہ ہوا اور گولڈ میڈل دینے کی تقریب اسلام آباد میں ہوئی تھی، جس میں مہمان خصوصی، اس وقت کے صدر پاکستان جناب جنرل ضیاء الحق صاحب تھے، لیکن کسی وجہ سے صدر پاکستان نہ آ سکے۔ مجھے گولڈ میڈل پہنایا گیا۔ غوری صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت میرے چہرے پر جو مسرت یا مسکراہٹ تھی، وہ آج تک نہیں آئی۔ یہ میری زندگی کا سب سے اہم ترین اور خوش کن لمحہ تھا۔

جناب عبدالستار غوری صاحب ایک بہت بڑی علمی شخصیت کے مالک تھے۔ ان کو اردو، انگریزی، فارسی اور عربی زبان پر کمال دسترس تھی۔ اس کے علاوہ عبرانی، ہندی اور سنسکرت زبان بھی کچھ کچھ جانتے تھے۔ مجھے اکثر قرآن مجید کے تفسیری نکات بتاتے رہتے تھے۔ جب کوئی علمی شخصیت ساتھ ہوتی تو عالمانہ گفتگو کرتے، نوجوانوں کے ساتھ ہوتے تو نوجوان بن جاتے اور بچوں کے ساتھ بچے بن جاتے۔

۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۳ء میں غوری صاحب نے اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بائبل کی چند پیشین گوئیاں'' کے دوسرے ایڈیشن کی تمام غلطیاں مجھ سے لگوائیں۔ اس کتاب کے ایک باب میں ایک جگہ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک پیرا ہے، جب وہ پیرا آیا تو رک گئے۔ مجھے پڑھ کر سنایا اور رو پڑے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ ''جب میں خدا کے حضور پیش ہوں تو یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہو اور میں رو رو کر یہ التجا کروں کہ اے خدا، تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے یہ کام کیا ہے، تو مجھے معاف فرما دے۔'' اکثر نماز ظہر یا عصر کے بعد ہم سب دوستوں کو ایک مختصر سا درس بھی دیا کرتے تھے۔

ایک دن غوری صاحب کو موٹر سائیکل پر لے جاتے ہوئے میں نے اچانک بریک لگا دی، غوری صاحب نے کہا: کیوں، کیا ہوا؟ میں نے کہا: سر، سڑک پر پیچھے ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا ہے، میں نے سوچا کہ ایک طرف کر دوں۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ غوری صاحب فوراً اترے اور جا کر پتھر ایک طرف کر دیا۔ غوری صاحب واپس آئے اور کہا: آپ کا شکریہ کہ اس ثواب میں مجھے بھی شامل کیا۔

میں اکثر غوری صاحب سے دعا کی درخواست کرتا رہتا۔ خاص طور پر جب میں یا میرے اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہوتا یا میرے بچوں کے امتحان ہوتے۔ میری غوری صاحب سے آخری ملاقات ۱۵/ اپریل ۲۰۱۴ کو ان کے بیٹے

احسان الرحمٰن غوری صاحب کے ہاں جوہر ٹاؤن میں ہوئی۔ ۱۷/اپریل ۲۰۱۴ء بروز جمعرات، آخری مرتبہ ادارے میں تشریف لائے، کیونکہ اس دن انھوں نے اپنے دوست کے گھر درس دینے جانا تھا۔ اس روز نماز ظہر اور عصر ہم سب دوستوں کے ساتھ پڑھی، تقریباً سوا چار بجے غوری صاحب لائبریری سے چلے گئے۔ میں نے اٹھ کر لائبریری کا دروزاہ کھولا، سلام کیا اور دعا کے لیے کہا:

وہ نہیں بھولتے جہاں جاؤں
ہائے میں کیا کروں کہاں جاؤں

—— محمد جاوید اشرف
(لائبریرین، المورد)